مدلل
ختم شریف
مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت
مُفتی مُحمد فیض احمد اُویسی رضوی
نور اللہ مرقدہٗ
www.FaizAhmedOwaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَحۡمَۃً لِّلۡعَالَمِیۡنَ ﷺ

مدلل ختم شریف

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمده و نصلی و نسلم علیٰ رسوله الکریم

مرنے کے بعد انسان کو اپنے نیک اعمال سے فائدہ ہے اور بُرے اعمال سے اگر توبہ نہیں کی تو عذاب ہے۔ (الا ماشاء اللہ) حضور نبی پاک ﷺ نے امت کی خیرخواہی پر اس کے مرنے کے بعد ''ایصال ثواب'' (ثواب پہنچانا) کا قانون جاری فرمایا جس سے مردے کو مرنے کے بعد اگر عذاب کا مستحق ہے تو عذاب ٹل جائے۔ اس ایصال ثواب کا ایک طریقہ خیرات (کھانا کھلانا) ہے اس کے ساتھ قرآن مجید کا ثواب بھی شامل ہو تو میت کو ہزاروں راحتیں نصیب ہوتی ہیں۔ اسی لئے ہم اہل سنت میت کو مرنے کے بعد ایصال ثواب کے مختلف طریقے عمل میں لاتے ہیں ان میں ایک طریقہ خیرات (کھانا کھلانا) کے ساتھ ''ختم شریف'' بھی پڑھا جاتا ہے۔ اسے وہابی، دیوبندی و دیگر گمراہ فرقے ناجائز بلکہ بعض ظالم تو اسے حرام کہہ دیتے ہیں۔ دلیل صرف یہ کہ حضور ﷺ نے ختم شریف نہیں پڑھا، صحابہ کرام سے کہیں ثابت نہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان کے سوالات کے جوابات ہم آگے چل کر عرض کرتے ہیں یہاں خیرات (کھانا کھلانا) کے فائدہ کی ایک کہانی حاضر ہے۔

حکایت: ایک دولت مند کی کسی بزرگ سے دوستی تھی۔ وہ بزرگ بہت عرصہ کے بعد اس دولت مند سے ملنے کے لئے آئے تو معلوم ہوا کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے۔ وہ بزرگ اس کی قبر پر تشریف لے گئے انہوں نے دیکھا کہ عذاب ہو رہا ہے واپس آکر اس کے ورثاء سے کہا کہ دیگیں پکاؤ جو آئے کھلاتے جاؤ۔

پھر جاکر دیکھا تو قبر ٹھنڈی ہو چکی تھی اور عذاب ٹل چکا تھا۔ کوئی اللہ تعالیٰ کا ایسا بندہ کھانا کھا گیا جس کی دعا سے عذاب ٹل گیا۔ (ہفت روزہ خدام الدین لاہور، ۱۷ جولائی ۱۹۸۱ء)

یہ رسالہ وہابیوں دیوبندیوں کا مرکزی ہفت روزہ ہے۔

انکشاف: ''وہابی دیوبندی'' اس لئے نہیں منع کرتے کہ انہیں دین کا درد ہے۔ دین کا درد ہوتا تو یہ ہمارے ساتھ عرس، گیارہویں، میلاد شریف، جمعراتیں، سوئم، چہلم، قل خوانی کا کھانا نہ کھاتے۔ آزما کر دیکھ لیں کہ حرام، ناجائز، بدعت کہتے رہیں گے جب کھانے کا وقت آئیگا اوروں سے زیادہ کھا جائیں گے۔

منع کرنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ انگریز کی تیار کردہ نجدی وہابی تحریک کے حامی ہیں اسی لئے انہیں وہابی کہا جاتا ہے۔ انگریز نے معتزلہ فرقہ کے اصول کو دوسرا رنگ دے کر کھڑا کیا۔ اس کی تفصیل فقیر کی کتاب ''اعانة الاحباب بایصال الثواب'' اور ''مردہ کا سرمایہ'' کا مطالعہ کریں۔

فقط والسلام

الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ (۴ ج ۱۔ ۱۴۱۱ھ)

طریقہ ایصال ثواب: صحیح طریقہ یہ ہے کہ جس عبادت کا ثواب پہنچانا منظور ہو اس عبادت سے فراغت کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ اے اللہ اس عبادت کا ثواب فلاں شخص کی روح کو پہنچا دے مثلاً قرآن مجید کی سورتیں یا اور کوئی ذکر یا تسبیح وغیرہ پڑھ کر یا نفل نماز پڑھ کر یا کسی محتاج کو کھانا کھلا کر یا کچھ دے کر یا روزہ رکھ کر یا حج کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے: اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ ھٰذِہِ الْعِبَادَۃِ اِلٰی فُلَانٍ

یعنی الٰہی اس عبادت (قرأت کلام وصدقہ طعام) کا ثواب فلاں کو پہنچا دے۔

علماء کا مشہور طریقہ ثواب پہنچانے کا یہ ہے: اللھم اوصل ثواب ھذہ الکلمات الطیبات الزاکیات (قرآن مجید کے علاوہ اگر کسی اور چیز کا ثواب پہنچانا مطلوب ہو تو اُس کا نام لے لیا جائے مثلاً طعام، پانی وغیرہ) الیٰ ارواح جمیع الانبیآء والصلحآء والشھدآء خصوصاً برروح پرفتوح معطر معنبر ترکی سلطان الانبیاء برھان الاولیاء جناب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ والیٰ ازواج الطاھرات وبنات المکرمات والیٰ ازواج خلفآء الاربعة وسائر الصحابة من المھاجرین والانصار خصوصاً امیر المؤمنین ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وامیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وامیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وامیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجھہ وام المؤمنین خدیجة الکبریٰ وعائشة الزکیة وسیدة النسآء فاطمه الزھرآء رضی اللہ تعالیٰ عنھن وسید الشھدآء امام حسن وامام حسین وشھدآء وبدر وشھدآء اُحد وشھدآء کربلاء چھار پیر وچھار مذھب وچھار دہ خانوادہ و امام اعظم ابوحنیفہ وامام شافعی وامام احمد حنبل وامام مالك رحمة اللہ علیھم وبروح حضرت پیران پیر شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی و شیخ الشیوخ حضرت شھاب الدین سھروردی و خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی و حضرت خواجہ بھاء الدین نقشبند و حضرت مجدد الف ثانی سرھندی رحمة اللہ علیھم اجمعین و جمیع مؤمنین و مؤمنات خصوصاً فلاں بن فلاں (نام میت) الھی بحرمة ھؤلآء انحضرات احسن عاقبتنا فی الامور کلھا واجرنا من خزی الدنیا والاخرة وتوفنا مسلماً والحقنا بالصالحین واعفرلنا ولو الدینا ولجمیع المؤمنین اٰمین برحمتك یا ارحم الراحمین۔

دیوبندی وھابی کے گھر کی گواھی: یہ لوگ ختم شریف ودیگر مسائل میں اہل سنت کے زیادہ

روڑے اٹکاتے ہیں۔فقیران کے رسالہ (ہفت روزہ خدام لاہور شیرانوالہ گیٹ کے شیخ التفسیر کی نگرانی میں شائع ہونے والا) کا سالم مضمون ۱۶مئی ۱۹۶۹ء صفحہ ۱۰،۹ پیش کرتا ہے تاکہ مخالفین انکار کریں تو مار کھائیں اس میں کہا ہے۔

ایصال ثواب کے دو طریقے: ذکرِالٰہی کے علاوہ ایصال ثواب کے متعلق چیزیں پیش کرنی ہیں۔ایک یہ کہ جب کسی کو ثواب پہنچایا جائے تو ثواب پہنچانے کے دو طریقے لکھے ہیں۔ یہ دو طریقے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی نقشبندی قدس اللہ سرہ نوراللہ مرقدہ اپنے مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں کہ اگر میت کو اس طرح ثواب پہنچایا جائے جیسے میں کہوں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم یااللہ اس بسم اللہ کا ثواب بہ طفیل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فلاں بن فلاں کو پہنچادے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آپ کہتے ہیں: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم یااللہ!اس بسم اللہ کا ثواب اسی طرح ہر نیکی قرآن خوانی وغیرہ اور خیرات وغیرہ کا ثواب فلاں بن فلاں کو پہنچادے اور اس کے وہ رشتہ دار (اہل ایمان) جو فوت ہو چکے ہیں اُن کو پہنچادے تو فرمایا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ دونوں طریقوں سے میت کو ثواب پہنچانا درست ہے۔اُس طرح بھی ٹھیک ہے اس طرح بھی ٹھیک ہے دونوں طریقوں سے ثواب پہنچ جاتا ہے۔بہرحال ایک چیز یہ ہے کہ میت کو ثواب پہنچانے کے دو طریقے ہیں اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیصلے کے مطابق دونوں طریقے ٹھیک ہیں۔

براۂ راست ایصالِ ثواب کرنا زیادہ مفیدھے: ہاں حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ فرمایا کہ براۂ راست بھیجنا میت کے لئے زیادہ مفید ہے اور بالواسطہ بھیجنا میت کے لئے اتنا مفید نہیں جتنا زیادہ مفید ہے براۂ راست بھیجنا۔اس نکتے کو انہوں نے بیان بھی فرمایا کہ اگر کوئی چیز ایصال ثواب کی جائے بلاواسطہ کہ یااللہ!اس کا ثواب میری اماں کو پہنچے تو فرماتے ہیں کہ پھر وہ میت وہ روح وہ انسان اس چیز کو لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کرتا ہے کہ یہ آپ کی بدولت یعنی آپ نے راستہ بتلایا کہ اس ذریعے سے زندہ انسان مردہ کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہے کہ ہمیں موت کے بعد بھی خدا کی طرف سے زندہ انسانوں کے ذریعے سے فائدے اور نعمتیں پہنچ رہی ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوکر کچھ بڑھادیتے ہیں تو انعام واکرام زیادہ ہوجاتا ہے اور اگر ایصال ثواب ہو تو طفیل تو وہ چیز اس راستے سے آتی ہے اس کے اندر بڑھاوٹ اور زیادتی اور کچھ اضافہ نہیں ہوتا۔بہرحال کچھ ایسی انہوں نے چیز نہایت بہترین طریقے سے سمجھائی ہے اور فوقیت دی ہے اور طریقے کو براۂ راست ایصال ثواب کیا جائے۔

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ: اس مضمون کو منکرین ختم شریف اور دیگر جملہ افعال (قل خوانی،جمعراتیں،گیارہویں،عرس) کے

متعلق جھگڑا کریں تو ملا فی سبیل اللہ فساد کے سوا کچھ نہیں کیونکہ یہ جملہ اُمور ایصال ثواب ہیں صرف نام بدلے ہیں اور شریعت کا قانون ہے کہ نام بدلنے سے کام نہیں بگڑتا جیسے حضور اکرم ﷺ کے مدرسہ کا نام صفہ اور طالب علموں کو اصحابِ صفہ کہا جاتا لیکن اب تعلیم گاہ (صفہ) کے ہزاروں نام بدل گئے ہیں دارالعلوم، درسگاہ، اسکول، جامعہ، یونیورسٹی وغیرہ۔ اصحابِ صفہ سے بدل کر طالب علم، شاگرد، متعلم، اسٹوڈنٹ، تلمیذ وغیرہ۔

بڑے مولوی دیوبندی مان گئے: مضمون مذکور میں دیوبندی نے لکھا:

(۱) تین طریقے ایصالِ ثواب کے ہیں یہ کس حدیث میں ہیں۔ اگر مفہوم ہے تو بدعت ہے اور کل بدعة ضلالة۔ ہر بدعت گمراہی ہے کا حکم کہاں گیا تو یہی ماننا پڑا یہ بدعت حسنہ ہے۔ یہی ہم منوانا چاہتے ہیں لیکن یہ نہیں مانتے۔

(۲) دیوبندی نے لکھا کہ براہِ راست ایصالِ ثواب کا یہ فائدہ ہے کہ میت اس چیز کو لے کر حضور ﷺ کے سامنے پیش کرتا ہے تو ثابت ہوا کہ مرنے کے بعد میت کو شعور ہے کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے تو یہ غلط عقیدہ کہ وہ تو مرکر مٹی میں مل گیا تو پھر اس سے فائدہ لینا دینا کیا معنی۔

(۳) حضور ﷺ تو مدینہ پاک میں اور مُردہ کو ثواب ملا پاکستان میں۔ مثلاً تو مردہ مدینہ پاک اتنا جلدی کیسے پہنچ گیا تو پھر کیوں نہیں مانتے کہ حضور ﷺ حاظر و ناظر ہیں وہ برزخ کا علم ہو یا دنیا کا۔

(۴) دیوبندی نے لکھا حضور اکرم ﷺ اپنی طرف سے خوش ہو کر بڑھا دیتے ہیں تو مان لو کہ حضور اکرم ﷺ مختار کل ہیں ورنہ اگر (معاذ اللہ) عاجز ہیں تو مردے کو خوش کر بڑھا دینے کا کیا مطلب۔

نوٹ: الحمدللہ ہم اہل سنت اپنے اہل اموات کو براہِ راست ایصالِ ثواب کر کے انہیں بارگاہ حبیب ﷺ سے بے بہا انعامات دلوار ہے ہیں اور دیوبندی وہابی اس نعمت سے محروم ہیں۔

فاتحہ خوانی کی وجہ تسمیہ: اہلِ اسلام میں مدّتِ مدید سے یہ دستور چلا آیا ہے کہ جب کسی میت کے نام سے کچھ کھانا یا شیرینی دینا چاہتے ہیں تو سورۂ فاتحہ اور سورۂ تبارک وغیرہ پڑھ کر اس میت کے لئے کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے پڑھا اور یہ جو کچھ خیرات دیجاتی ہے اس کا ثواب بطفیل رسول اللہ ﷺ کے فلاں میت کو پہنچے۔ عوام میں اس کا نام فاتحہ ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ آج فلاں میت یا فلاں بزرگ کی فاتحہ ہے۔ اصل میں فاتحہ نام ہے الحمد شریف کا چونکہ الحمد شریف اس وقت پڑھی جاتی ہے اس لئے اس کُل عمل کا نام فاتحہ قرار پایا۔

تَسْمِيَةِ الْكُلِّ بِاسْمِ الْجُزْءِ

یعنی کُل شی کا اس کے جز سے نام رکھنا۔

اس کا عام طور پر جو طریقہ مروّج ہے اس میں قرآن مجید سے مقاماتِ ذیل ضرور سب کے سب پڑھ جاتے ہیں۔

(۱) کوئی سورہ یا رکوع مگر زیادہ تر سورۂ حشر کی آخری آیات لَا یَسْتَوِیْ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ o الایۃ پڑھنے کا رواج ہے یا سورۂ فتح کا آخری رکوع لَقَدْ صَدَقَ اللهُ رَسُوْلَهُ الرُّءیَا بِالْحَقِّ o الایۃ پڑھتے ہیں۔ اگر زیادہ لمبا ختم کرنا ہو تو سورۂ فرقان یا سورۂ ملک پڑھتے ہیں یا کوئی اور سورہ۔

(۲) قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ o تین بار

(۳) معوذتین ایک ایک بار۔ یعنی سورۂ الفلق و سورۂ الناس

(۴) سورۂ فاتحہ ایک بار۔

(۵) سورۂ بقرہ کی پہلی چند آیات هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o پھر بقایا آیات جو فقیر نے ایک علیحدہ رسالہ مروجہ ختم شریف میں لکھی ہیں یعنی ان رحمة الله سے لے کر تاالله رب العلمین۔

فائدہ: اگر پن آیت اور دوسری سورۃ یا رکوع یاد نہ ہو تو مختصر طریقہ یہ ہے کہ اول تین مرتبہ درود شریف پھر تین مرتبہ سورۂ فاتحہ یعنی الحمد شریف پھر تین مرتبہ سورۂ اخلاص یعنی قُلْ هُوَ اللهُ شریف پھر تین مرتبہ درود شریف (جو درود شریف بھی یاد ہو) پڑھ کر صاحب روح و جملہ اہل ایمان کی ارواح کو بخشا جائے۔ جسے ہم نے مروجہ ختم شریف میں لکھ دیا ہے۔

قبر میں مردہ کا حال: قبر میں عام مردہ کا حال ایسے ہے جیسے کوئی اندھے کنوئیں میں ہو وہ فریادی ہوتا ہے۔ ایسے زندوں کی طرف سے دعائیں اور خیرات اور قرآن خوانی ہر تکلیف اور پریشانی سے محفوظ کر لیتی ہے۔ (مشکوٰۃ تلخصاً)

چند روایات و حکایات ملاحظہ ہوں عجَّل اللہ تعالیٰ

ضرورت مند مردہ: زندوں سے اہل اموات قبور میں بہت زیادہ ضرورت مند ہیں چنانچہ ابن الدنیا نے فرمایا کہ اسلاف میں یہ بات مشہور تھی کہ مردوں کو دعاؤں کی حاجت زندوں کے کھانے پینے سے بھی کہیں زائد ہے اور اس کی دلیل قرآن سے یہ ہے کہ

''اور وہ لوگ جو اُن کے بعد آئے کہتے ہیں کہ اے رب تو ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے قبل با حالت اسلام دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔''

نورانی پوشاکیں: ابن ابی الدنیا نے ایک بزرگ سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے اپنے بھائی کو قبر میں دیکھا تو پوچھا کہ اے بھائی! کیا ہم لوگوں کی دعا تم کو پہنچتی ہے؟ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ ہاں وہ نورانی لباس کی

شکل میں آتی ہے جو ہم پہن لیتے ہیں۔

نور کے پہاڑ: ابن ابی الدنیا نے ابو قلابہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ میں شام سے بصرہ آیا تو ایک خندق میں اُترا۔ وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی پھر اپنا سر ایک قبر پر رکھ کر سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ صاحب قبر مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تم نے مجھ کو تکلیف پہنچائی۔ ہم جانتے ہیں کہ تم کو پتہ نہیں ہم عمل پر قادر نہیں۔ تم نے دو رکعت جو نماز پڑھی وہ دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔ پھر اس نے کہا کہ اہل دنیا کو اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے جزائے خیر دے جب وہ ہم کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں تو وہ ثواب نور کے پہاڑ کی مثل ہم پر داخل ہوتا ہے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حیوۃ الحیوان میں ارقام فرماتے ہیں: وروى أحمد عنه، في كتاب الزهد، أنه قال: إِنَّ الْمَوْتَى يُفْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ سَبْعًا ، فَكَانُوا يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يُطْعَمَ عَنْهُمْ تِلْكَ الْأَيَّامِ

(حياة الحيوان الكبرى،باب الطاء المهملة،الجزء١ ، الصفحة٤٥٧)

یعنی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الزہد میں طاؤس تابعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی ہے اُنہوں نے کہا کہ مردے اپنی قبروں میں سات دن آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان دنوں میں مردوں کی طرف سے کھانا کھلانے کو مستحب جانتے تھے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ للمعات شرح مشکوٰۃ میں باب زیارۃ القبور میں ارقام فرماتے ہیں: مستحب است کہ تصدق کردہ شود از میّت بعد از رفتن اواز عالم تا ہفت روز

(اشعة اللمعات باب زيارة القبور،جلد١ ، صفحه٧١٦ تا ٧١٧،مكتبه نوريه رضويه سكهر)

یعنی مستحب ہے کہ میت کی طرف سے اُس کی وفات سے لے کر سات روز تک صدقہ وخیرات کیا جائے۔

فائدہ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اہل سنت اپنے مُردوں کے لئے مرتے ہی دفنانے تک پھر اس کی روزانہ کی خیرات و دعاؤں اور قرآن خوانی سے مدد کرتے ہیں بلکہ پھر جمعراتیں اور سالیانہ وغیرہ بھی کرتے ہیں لیکن دیوبندی وہابی مُردے محروم ہیں۔

اہل قبور کی ناراضگی: ابن ابی الدنیا نے بعض متقدمین سے روایت کی کہ میرا ایک قبرستان سے گزر ہوا اور وہاں دعا مانگی تو ایک غیبی آواز آئی کہ ان کے لئے دعائے رحم کرو کیونکہ ان میں غمگین و مخزون سب ہی ہیں۔ ابن رجب نے روایت کیا کہ جعفر خلدی نے اپنی سند سے روایت کیا کہ میرے باپ نے کسی ایک صالح کو خواب میں دیکھا وہ شکایت فرما رہے ہیں کہ تم نے اپنے ہدیے ہم کو بھیجنا کیوں چھوڑ دیئے؟ انہوں نے سوال کیا کیا جناب مردے بھی زندوں

کے ہڈیوں کو پہچانتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ اگر زندہ نہ ہوتے تو مردے تباہ ہو جاتے۔(شرح الصدور، صفحہ۱۰۳)

ایک دوگانہ سے تمام گورستان بخشے گئے: ابن بخار نے اپنی تاریخ میں مالک بن دینار رسے روایت کیا کہ میں جمعہ کی رات ایک قبرستان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک نور چمک رہا ہے تو میں نے کہا کہ لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کو بخش دیا تو ایک غیبی آواز آتی ہے کہ اے مالک بن دینار! یہ مومنوں کا تحفہ ہے اپنے مومن بھائیوں کے لئے۔ میں نے غیبی آواز کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ یہ ثواب کس نے بھیجا ہے؟ تو آواز آئی کہ ایک مومن بندہ اس قبرستان میں داخل ہوا اور اچھی طرح وضو کیا اور پھر دو رکعت نماز ادا کی اور اس کا ثواب اہل قبر کے لئے بخش دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ثواب کی وجہ سے یہ روشنی اور نور ہم کو دے دیا۔ حضرت مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا پھر میں بھی ہر شب جمعہ کو ثواب کا ہدیہ کرنے لگا تو خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ فرمارہے تھے کہ اے مالک! جتنے نور تو نے ہدیہ کئے ان کے بدلے اللہ تعالیٰ نے تیری بخشش فرمادی اور تیرے لئے جنت میں ایک محل تیار کیا۔

نورانی طباق: ابن ابی الدنیا نے یسار بن غال سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات خوب میں حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا میں ان کے لئے بہت دعا کرتا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے یسار! تمہارے بھیجے ہوئے ہدیے مجھ کو نورانی طباقوں میں ریشمی رومالوں سے ڈھک کر پیش کئے جاتے ہیں۔

خرچ کم فائدے بے شمار: ابن ابی شیبہ نے حسن سے روایت کیا اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں انسان کو دیں جو اس کی نہ تھیں۔ وصیت حالانکہ مال دوسرے کا ہو جاتا ہے اور مسلمانوں کے لئے دعا حالانکہ اس میں مسلمانوں کا کچھ خرچ نہیں ہوتا۔

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ بندہ قبرستان میں جا کر تمام مردوں کو اور اپنے عزیز و اقارب کو نوافل، تلاوتِ قرآن اور مذکورہ مختلف سورتوں بالخصوص سورۂ اخلاص کا ثواب پڑھ کر پہنچائے تو ان کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ قبرستان والوں پر بھی رحم فرماتا ہے اور ثواب پہنچانے والوں کو بھی خصوصی فضل و کرم سے نوازتا ہے۔

﴿سوالات وجوابات﴾

سوال: ختم شریف کا موجودہ طریقہ حضور ﷺ سے ثابت نہیں نہ ہی صحابہ کرام سے۔ فلہٰذا یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے؟

جواب: یہی سوال وہابیوں دیوبندیوں کا مذہب ہے اگر یہ سوال سرے سے غلط ہو جائے تو ان کا مذہب ڈوب جائے

گا۔سوال اس لئے غلط ہے کہ ہزاروں مسائل ہیں جو حضورا کرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں نہ تھے تو کیا وہ بھی گمراہی ہے مثلاً مسجد کے مینار ومحراب موجودہ اور قرآن کے تیس پاروں کی تقسیم اور ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ نام اوراعراب زیر، زبر، پیش، شدومدوغیرہ تو یہ کسی اصول اسلام کے تحت جائز ہے تو ختم شریف بھی اسی اسلامی اصول سے جائز ہے۔

اصول اسلام: بدعت دوقسم کی ہے۔(۱) حسنہ (۲) سیئہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعة اللمعات، جلداول (باب الاعتصام زیرحدیث، کل بدعة ضلالة) میں فرماتے ہیں: علیہ آنچہ موافق اصول وقواعد سنت است وقیاس کردہ شد است آں را بدعت حسنہ گویند و آنچہ مخالف باشد باعث ضلالت گویند۔

یعنی جو بدعت اصول وقواعد سنت کے موافق ہو اور اس سے قیاس کی ہوئی ہو اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور اس کے خلاف کو گمراہی یعنی بدعت سیئہ۔

تائید: مشکوٰۃ شریف، باب العلم میں خود حضورا کرم ﷺ نے مذکورہ بالا اصول کی تائید فرمائی ہے چنانچہ فرمایا:

مَنْ سَنَّ فِی الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ سَنَّ فِی الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا

(سنن النسائی ،کتاب الزکاۃ ،الباب التحریض علی الصدقة، الجزء۸، الصفحة ۳۲۹ ،حدیث ۲۵۰۷)

یعنی جوکوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور ان کا بھی جوکہ اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا اور جو شخص اسلام میں بُرا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا گناہ بھی ہے اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں اور ان کے گناہ میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

فائدہ: اس حدیث میں بدعت کو لفظ سنت سے تعبیر کیا گیا ہے اور دو قسمیں حسنہ اور سیئہ ظاہر ہیں جن کو دوسرے الفاظ میں بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کہتے ہیں۔ جس بدعت کی اسلام میں مذمت کی گئی ہے وہ بدعت سیئہ ہے اور جس پر عمل ہورہا ہے وہ بدعت حسنہ ہے۔ اگر یہ قاعدہ نہ مانا جائے تو اسلام کے بے شمار مسائل ختم ہونے چاہئیں جن کی بے شمار مثالیں فقیر نے "العصمة عن البدعة" میں قائم کی ہیں۔

بدعت پر ثواب: حضرت الامام العلامہ سیدی عبدالغنی قدس سرہ القدسی حدیقۂ ندیہ میں فرماتے ہیں: نیک بات اگر چہ بدعت ونو پید ہو اس کا کرنے والا سنی ہی کہلائے گا نہ کہ بدعتی۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے نیک بات پیدا کرنے والے کو سنت نکالنے والا فرمایا تو ہر اچھی بات کو سنت میں داخل فرمایا اور اسی ارشاد اقدس میں نئی نئی باتیں پیدا

کرنے کی اجازت فرمائی اور یہ کہ جو کوئی ایسی بات نکالے گا ثواب پائے گا اور قیامت تک جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا اسے ثواب ملے گا۔ خواہ اس نے یہ بات ایجاد کی ہو اس کی طرف منسوب ہو اور چاہے وہ عبادت ہو یا کوئی ادب کی بات ہو یا کچھ اور۔

اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں ''ہر بدعت ایسی نہیں ہوتی کہ اسے ترک کردیا جائے بلکہ بہت سی بدعتیں نیک اور عمدہ بھی ہوتی ہیں ہاں وہ بدعت واجب الترک ہے جو خلافِ سنت ہو''۔

فتح المبین میں ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''بدعت کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو کتاب وسنت یا اثر یا اجماع کے خلاف ہو وہ بدعت سیئہ ہے۔ دوسری بدعت یہ کہ کوئی ایسا نیک کام جاری کیا جائے جو کتاب وسنت اور اثر واجماع کے خلاف نہ ہو وہ بدعت حسنہ ہے''۔

تائید فاروقی: اگر ہر بدعت بُری ہوتی تو تراویح رمضان المبارک کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی نہ فرماتے: نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هَذِهِ

(موطا مالك ،كتاب النداء للصلاة، الباب ماجاء فی قیام رمضان، الجزء١، الصفحة ٣٤٠،الحديث ٢٣١)

(شعب الايمان للبيهقى ،كتاب شهر رمضان ،الباب لو جمعت هو لاء على قارى واحد، لكان امثل، الجزء٧، الصفحة ٢٨١ ،الحديث ٣١٢٢)

یعنی یہ بدعت اچھی ہے۔

دعوتِ غور وفکر: غور فرمایئے کہ ختم شریف میں وہ کون سی چیز ہے جس کو بُرا کہا جائے۔ مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر قرآن خوانی ہوتی ہے اور علماءِ کرام یا حفاظ قرآن یا صرف چند آیات (ختم شریف) پڑھ کر اس مجموعہ کا ثواب میت کی روح پرفتوح کو بخش دیا جاتا ہے اور شیرینی یا طعام حاضرین میں تقسیم کردیتے ہیں اور یہ سب چیزیں الگ الگ بلاشک وشبہ مباح اور جائز ہیں تو ان کا مجموعہ کیوں حرام ہو گیا ہے۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''اعانة الاحباب'' میں دیکھئے۔

سوال: ختم شریف میں آیات کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے پڑھنے کا کیا جواز ہے ایک جگہ سے پڑھ لیا جائے تو کیا حرج ہے؟

جواب الزامی: پہلے عرض کیا گیا ہے کہ میت کو قرآن مجید کے ثواب پہنچانے سے راحت ملتی ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مختلف سورتوں اور آیات کا ثواب زیادہ ہے اور یہ اسلامی قاعدہ ہے کہ جب قرآن مجید سے غرض وغایت مختلف آیات سے حاصل ہوتی ہے تو ٹکڑے ٹکڑے آیات پڑھنا جائز ہے مثلاً مقرر تقریر کرتا ہے وہ نماز کے فضائل ایسے ہی زکوٰۃ وغیرہ کوئی آیت کہیں سے پڑھیگا کوئی آیت کہیں سے تو یہ شرعاً جائز ہے تو ختم شریف میں بھی جائز ہے۔ ایسے ہی مناظر مناظرہ میں دلائل دے گا تو مختلف آیات پڑھے گا۔ ایسے ہی نماز میں امام صاحب جب پہلی رکعت میں کچھ پڑھے گا اور

دوسری میں اور آیات پڑھے گا تو یہ قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے جائز ہیں تو ختم شریف کے لئے بھی جائز ہیں۔

جواب تحقیقی: جب طے ہو گیا کہ قرآن مجید کے ثواب سے عالم برزخ میں برزخ والوں کو راحت و فرحت نصیب ہو جاتی ہے چونکہ سالم قرآن مجید پڑھنے کے لئے وقت طویل کی ضرورت ہے لیکن اتنا ہر ایک کو وقت کہاں کہ سالم قرآن مجید ختم کیا جائے۔ اسلاف نے قرآن مجید کی وہ چند آیات جمع کر لی کہ جن کے پڑھنے سے سالم قرآن مجید کا ثواب مل جائے بلکہ مزید برآں چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی عاجز ہے کہ رات کو تہائی قرآن پڑھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی حضور ﷺ کون ہے جو تہائی قرآن رات کو پڑھ لیا کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ

(صحیح مسلم ، کتاب صلاۃ المسافرین وقصر ھا،الباب فضل قراء ة قل ھو اللہ احد، الجزء ٤ ، الصفحة ٢٤١،الحديث ١٣٤٤)

(المعجم الاوسط للطبرانی ،الباب الف، من اسمه احمد، الجزء٥، الصفحة١٤٧،الحديث ٢١٩٢)

یعنی قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے۔

اسی لئے ہم ختم شریف میں سورۂ اخلاص تین بار پڑھتے ہیں۔ اسی طرح باقی سورتوں اور آیات کے فضائل بھی ہیں جن کے پڑھنے سے بہت بڑا اجر و ثواب۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ط (پارہ ٢٨،سورۃ الجمعۃ ،آیت ٤)

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

مزید وضاحت: اس قاعدہ کو نہ بھولیں کہ میت کو قبر میں بہت بڑے ثواب کی ضرورت ہے یہ ایسے ہے جیسے کوئی مسافر دوسرے غیر ملک میں ہو تو اسے روپوں پیسوں وغیرہ سے بذریعہ ڈاک اس کی ہر طرح ضرورت پوری کی جائے گی ایسے ہی مردہ دوسرے ملک میں ہے اس کے لئے ثواب ہر طرح کا چاہیے۔ اس کے متعلق حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دیوبندیوں کے پیرو مرشد فیصلہ ہفت مسئلہ میں لکھتے ہیں کہ جو شخص کھانے وغیرہ سے قرآنی آیات کا ثواب بھی ملا دے گا تو سونے پر سہاگہ ہو گا کہ اس غریب مسافر (مردہ) کو بہت زیادہ آرام پہنچائے گا لیکن یہ دیوبندی وہابی اپنے مردوں کے تو دشمن ہیں دوسرے مسلمانوں کو بھی روکتے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ بعض لوگ زندوں کے دشمن ہوتے ہیں۔ یہ مُردوں کے بھی دشمن ہیں۔ خلاصہ یہ کہ طعام کے ثواب کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کا ثواب بھی مُردوں کو بھیجا جائے گا تو اس کا کام بن جائے گا۔ سالم قرآن مجید پڑھنے میں بڑا وقت چاہیے اسی لئے چند آیات کا انتخاب کیا گیا اور یہ قرآن مجید کا خاصہ اور اس کی شان ہے کہ اس کی ہر سورۃ اور رکوع اور آیات میں بے بہا خزانے ثواب کے مخفی ہیں۔ اسی لئے اگر چند

آیات پڑھ کرمیت کوثواب پہنچا کراس کی عذاب سے جان چھڑالی جائے تواس سے وہابی دیوبندی کا کیا بگڑتا ہے۔

آیاتِ ختم شریف کے مختصر فائدے

اعوذ باللہ الخ ہرتلاوت کے وقت پڑھی جاتی ہے۔اس میں ثواب کے علاوہ اس سے شیطان بھاگتا ہے تجربہ شاہد ہے کہ ختم شریف میں جونہی اعوذ شروع ہواتو جن شیطان بھاگتے ہیں لیکن ہم نے انس شیطان بھی بھاگتے دیکھے۔اعوذ کی برکت ہے: مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ۔

یعنی شیطانوں سے پناہ مل گئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الخ حدیث شریف میں ہے ستر ہزار بار پڑھ کرمُردے کوبخشا جائے تو بہشت کا ٹکٹ عطا ہوتا ہے۔مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں بھی لکھا ہے۔اس کی ایک حکایت بھی لکھی ہے ایک بار پڑھنے کا ثواب بھی کچھ کم نہیں۔

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ الخ (فقیر کے جمع کردہ ختم شریف میں یہی آیت یادکریں)

دیوبندیوں وہابیوں کے امام ابن القیم نے جلاء الافہام میں لکھا ہے کہ سیدنا شبلی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہرنماز کے بعد اسے پڑھتے پھر کہتے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ تین بار انہیں حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت سے مشرف فرمایا اورلبوں کو بوسہ دیا اورفرمایا یہ اسی آیت کی وجہ سے ہے اس کی حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قدرومنزلت ہے تو زیارت سے مشرف فرمایا ہمیں توہزاروں بارتسبیح کھڑکانے سے یہ شرف نہیں ملتا۔کوئی اورآیات اورسورۃ ہوتو بھی قرآن کا ہرحصہ رحمت کا خزانہ ہے جوصرف اورصرف سنی مردے کونصیب ہوتا ہے۔

قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدالخ اس کا ثواب تہائی قرآن کے برابر ہے تین بار پڑھنے سے سالم قرآن کا ثواب ملا۔اسے کہتے ہیں کم خرچ بالانشین۔

معوذتین: ان دونوں سورتوں کے فضائل وبرکات کا کیا کہنا کہ انہی دوسورتوں سے حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سحر(جادو) کی بیماری سے شفاء پائی ان سے اگرہمارے قبر کے بیماروں کونجات مل جائے تو کیا کہنا۔

سورۃ الفاتحہ: اس کے لئے احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ نہ اس کے مثل توراہ میں کوئی سورت اتاری گئی نہ انجیل میں نہ زبور میں نہ قرآن میں اور بااعتبارثواب یہ قرآن کی سب سے بڑی سورت ہے وہ سبع مثانی اورقرآن عظیم کی جان ہے کہ جوکچھ قرآن میں ہے سب سورۂ فاتحہ میں ہے اسی لئے اس سورۂ مبارکہ کا ایک نام اُم الکتاب ہے۔

آیات سورۃ البقرہ: تاالمفلحون کے بھی احادیث میں بکثرت فضائل ہیں بلکہ فاتحہ کے بعد تاالمفلحون پڑھنا تو سنت ہے۔بعض دیوبندی یہاں تک پڑھ کرختم کرڈالتے ہیں۔عوام کوتاثر دیتے ہیں ہم نے سنت

پر عمل کیا ہے لیکن اسے عوام لنڈا ختم کہہ دیتے ہیں ہاں ان دیوبندیوں سے کون پوچھے کہ وہ سنت تو سالم قرآن کی تلاوت کی حیثیت سے ہے اور تم نے عوام کو دھوکہ دے کر اسے سنت کہہ دیا۔ حالانکہ یہ طریقہ بھی بدعت ہے بتائیے بدعت کو سنت کہنے کا کتنا گناہ ہے۔ جہنم میں جانا پڑے گا تو پھر کیا کرو گے۔

پانچ آیات: منتخبہ آیتیں جنہیں عرف عام میں پنج آیت کہا جاتا ہے انہیں ہر ایک آیت کا شمار کون کرے۔

درود شریف: اسی ثواب کے اضافہ کے ارادہ پر پڑھا جاتا ہے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ کی تکبیر و تہلیل پر ختم کر کے مجموعہ کلام حاضرین سے ملا کر پھر سب مل کر مردہ کی بخشش کی اور دعا کے وقت اہل وعیال، قراء صلحاء، اہل علم پڑوسیوں اور برادری کا اکٹھا ہونا ہے جو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ ہے۔

رحمت حق بهانه می جوید: صدقات، خیرات، قرآن خوانی و دیگر اجر و ثواب کے ساتھ اجتماعی دعا کا یہ فائدہ ہے چالیس آدمی خالی ہاتھ اُٹھائیں تو اللہ تعالیٰ انہیں خالی نہیں لوٹاتا۔ اس طرح مُردہ کی نجات کا بہانہ بن جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت بیکراں کے لئے معمولی سا وسیلہ چاہیے اور وہ ہم نے کر دیا آگے بخشنے والا وہ کریم ہے۔ فرماتا ہے:

إِنَّ رَحۡمَتِی سَبَقَتۡ غَضَبِی

(صحيح البخارى ، كتاب التوحيد،الباب و كان عرشه على الماء وهو رب العرش العظيم، الجزء٢٢ ، الصفحة٤٣٢،الحديث ٦٨٧٢)

(صحيح البخارى ،كتاب التوحيد، الباب قوله تعالى ولقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين، الجزء٢٢ ، الصفحة٤٦٥،الحديث ٦٨٩٩)

(المقاصد الحسنة،الباب حرف الهمزة، الجزء١ ، الصفحة٦٢)

یعنی میری رحمت میرے غضب سے سبقت کر گئی۔

قاعدہ روحانیہ: اللہ تعالیٰ بندوں کو بخشنا چاہتا ہے پکڑنا نہیں چاہتا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بڑے بڑے مجرموں کو معمولی سی بات پر بخش دیتا ہے۔

حکایت: ایک بندے کو دوزخ کے دروازے پر جہنم میں داخل کرنے والے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ سے فرمان آئے گا اسے چھوڑ دو میں نے اسے بخش دیا۔ وہ بندہ عرض کرے گا میرے بخشے جانے کا موجب کیا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے پیاسے کتے کو پانی پلایا اس لئے میں نے بخش دیا۔ (بخاری ملخصاً)

انتباہ: اللہ تعالیٰ کے ہاں قرآن اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و احترام بہت زیادہ ہے جیسا کہ احادیث مبارکہ

پڑھنے والوں کو معلوم ہے کہ ان کے درمیان میں واسطہ سے بے شمار مجرم نجات پائیں گے۔اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ پیاسے کتے کے سبب بخشتا ہے تو قرآن خوانی سے بھی ضرور بخشے گا اور پھر مقصود اصلی قرأت قرآن ہے خواہ کسی جائز طریقے پر پڑھا جائے اور خواہ اسے کوئی بھی نام دیا جائے مثلاً ختم شریف، گیارہویں شریف، میلاد شریف، عرس شریف، قل خوانی/سوئم، چہلم کی روزانہ صبح وشام کی روٹی، جمعراتیں، چہلم، سالانہ وغیرہ وغیرہ نام رکھنے سے کون سا حرج آ گیا اور ایصالِ ثواب کا اصلی مقصد کیوں فوت ہوگیا۔

برادرانِ اسلام: یقین جانیے کہ ان غریبوں کو دراصل نجدی کی تائید اور انگریز سے وفاداری کا ثبوت دینا تھا اسی لئے ان کی مرضی کے حاصل کرنے کے لئے اہل سنت کے مسائل کے رنگ میں بھنگ ڈالنی ہے۔تجربہ کر لیجئے کہ انہیں اور بُرائیوں کو مٹانے کا خیال تک نہ آئے گا لیکن اہل سنت کے معمولات ومسائل مٹانے پر جان کی بازی لگادیں گے۔اس لئے کچھ تو سوچیں کہ اس میں راز کیا ہے۔

سوال: طعام کے لئے ختم پڑھنے کا کیا معنی کپڑے وغیرہ مثلاً نقد رقم پر دیتے ختم کیوں نہیں پڑھتے؟

جواب: اولاً سمجھدار لوگ کپڑا اور رقم دیتے وقت بھی ختم پڑھتے پڑھواتے ہیں۔اگر نہیں پڑھا گیا تو بھی ہمارے مسلک کا بین ثبوت ہے کہ ہم ختم کو ایصالِ ثواب کے لئے واجب نہیں سمجھتے چنانچہ اس کے ثبوت کے لئے عمل کافی ہے کہ نقد اور کپڑا پر ختم نہیں پڑھا جاتا۔تاکہ عوام کو معلوم ہو جائے کہ ایصالِ ثواب کے وقت اگر کوئی ختم پڑھنے والا نہ بھی ملے تب بھی ختم پڑھے بغیر بھی میت کو ثواب مل جاتا ہے۔جیسے نقد اور کپڑا ختم کے بغیر دیا جاتا ہے اور اس کا ثواب میت کو مل جاتا ہے گویا ہم نے اس طرح کر کے "یَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا"[1] پر عمل کیا ہے یعنی مسائل واحکام شرعیہ وغیرہ میں آسانی کرو مشکلات کھڑی نہ کرو۔

[1] (صحيح البخاری، كتاب العلم، باب ما كان النبی صلى الله عليه وسلم يتخولهم بالموعظة والعلم كی لا ينفروا، الجزء ١، الصفحة ١٢٢، الحديث ٦٧، موقع الإسلام)

سوال: ایصالِ ثواب کے مروجہ طریقہ سے کفار کے ساتھ مشابہت ہے کیونکہ وہ بھی مُردوں کی تیرہویں کرتے ہیں؟

جواب: کفار سے ہر مشابہت منع نہیں بلکہ بُری باتوں میں مشابہت منع ہے۔پھر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کام ایسا ہو کہ جو کفار کی دینی یا قومی علامت بن چکا ہے جس کو دیکھ کر لوگ اُس کو کافر قوم کا آدمی سمجھیں جیسے کہ دھوتی، چوٹی، زنار، ہیٹ وغیرہ ورنہ بہت سے امور ہم کرتے ہیں بعینہٖ ہندو بھی کرتے ہیں۔

نقشہ ملاحظہ کریں

نمبر شمار	مسلمان	ہندو
۱	تبرک کے لئے آبِ زم زم لاتے ہیں	گنگا کا پانی تبرک کے طور پر لاتے ہیں
۲	آبِ زم زم سے نہاتے ہیں شفاء سمجھ کر	گنگا کے پانی سے اشنان کرتے ہیں
۳	مسلمان قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں	ہندو وید پڑھتے ہیں اور سکھ گرنتھ پڑھتے ہیں
۴	مسلمان روزہ رکھتے ہیں	ہندو برت رکھتے ہیں
۵	ہم اپنے گناہوں کو مٹانے کے لئے بیت اللہ میں حج کرتے ہیں	وہ بزعم خویش پوتر ہونے کے لئے ہردوار جاتے ہیں
۶	ہم خدا کے سامنے نماز میں سجدہ کرتے ہیں	وہ اپنے بتوں کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں

بلکہ اللہ تعالیٰ نے کافروں بت پرستوں کی نماز کا ذکر بھی فرمایا: وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ الخ۔

(پارہ۹،سورۃ الانفال،آیت ۳۵)

ترجمہ: اور نہ تھی ان کی نماز بیت اللہ کے نزدیک۔

اور حضور اکرم ﷺ نے ان کا طواف کرنا اور لبیک لبیک پکارنے کی تصریح فرمائی ہے تو کیا پھر ہم اپنے جملہ امور ترک کردیں۔ ایسے ہی حضور اکرم ﷺ نے یہود کا روز عاشورہ کا سن کر روزہ رکھا اور امت کو استحبابی امر بھی فرمایا ہے۔ ان جملہ اُمور میں غیروں (کافروں، ہندوؤں و یہودیوں) سے کھلی مشابہت ناجائز نہیں جب تک ان جیسا عقیدہ نہ ہو۔ اس سے وہابیوں کا وہ اعتراض بھی اُٹھ گیا کہ مشرک بتوں کو خدا تعالیٰ کا وسیلہ سمجھتے اور تم ولیوں ،نبیوں کو فلہٰذا مشرکوں اور سنیوں/بریلویوں میں کوئی فرق نہیں تو اس کا جواب بھی یہی ہے کہ وہ بتوں کو وسیلہ مانتے معبود سمجھ کر ہم وسیلہ بناتے ہیں محبوب سمجھ کر۔

سوال: ایصالِ ثواب کا کون منکر ہے یہ جو تم نے مقرر کرکے جمعراتیں وغیرہ کرتے ہو یہ حرام اور ناجائز ہے؟

جواب: یہ بھی ایک انکار کا ایک حیلہ بہانہ ہے اس کا تفصیلی جواب فقیر نے ''نعم المعین فی جواز التیعین'' میں لکھ دیا۔ یہاں صرف دیوبندیوں کے پیرومرشد کا ایک حوالہ پیش کررہا ہوں۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فیصلہ ہفت مسئلہ کے دوسرے مسئلہ فاتحہ مروجہ کے عنوان سوال مذکور کا جواب لکھتے ہیں کہ

رہا تعیین تاریخ تو یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو تو اس وقت وہ یاد

آجاتا ہے اور ضرور رہتا ہے اور نہیں تو یہ سال با سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں آتا۔ اس قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے محض بطورِ نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ہے۔ ذہین آدمی غور کرکے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے ان میں بعض اسرار بھی ہیں پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ: حاجی صاحب مرحوم نے صحیح فرمایا کہ تاریخ کی تعین سے ہم سنی اپنے مُردوں کے ایصال ثواب میں کبھی کوتاہی کی نہیں کرتے۔ دیوبندیوں کے مُردے قبروں میں انہیں بددعائیں دے رہے ہیں کیونکہ تعیین کے چکر سے خود ایصالِ ثواب کے عمل سے محروم ہیں۔ ہم نے تو کبھی نہیں سنا کہ فلاں دیوبندی وہابی قل خوانی تیجہ وغیرہ کررہا ہے۔

عقلی دلیل: اگر تعین فی الواقع بدعت گناہ ہے تو پھر اس قسم کا دعویٰ کرنے والے خود کو اس فتوی کی زد سے نہیں بچا سکتے مثلاً کوئی صاحب جلسہ کرانا چاہتے ہیں اُس میں مختلف علماء کرام کی شرکت بھی ضروری ہے اور عوام کو اُس جلسہ کی اطلاع ضروری ہے اور جلسہ کا موضوع بتانا بھی لازمی ہے تو اشتہار میں کوئی تعیین نہ کریں مثلاً اشتہار کا عنوان کچھ یوں ہو جلسہ یا کانفرنس کسی سال کے کسی مہینہ کی کسی تاریخ اور کسی دن کے کسی وقت کسی نہ کسی موضوع پر کسی قسم کا کوئی جلسہ منعقد کیا جائے گا۔ جس میں کوئی مولوی صاحب کسی نہ کسی موضوع پر کسی قسم کی کوئی تقریر کریں گے۔ جلسہ کی صدارت کے فرائض کوئی نہ کوئی صاحب ضرور ادا کریں گے۔ کوئی صاحب آکر جلسہ کی رونق کو دوبالا کریں۔ (المشتہر کوئی بندۂ خدا)

ایسے اشتہار چھاپنے والے (مشتہر) کو پاگل نہیں پاگلوں کا باپ کہیں گے اور نہ ہی یہ جلسہ وغیرہ کسی کام کا جب تک کہ اس میں سن ماہ، یوم، وقت، جلسہ کا مقصد اور جلسہ گاہ اور مقام وغیرہ کی تعیین نہ ہوگی تو جیسے جلسہ کے لئے درجنوں تعیینات ضروری تو نہیں لیکن مصلحت وضرورت کے تحت لازمی بھی ہیں۔ ہم منکروں کو یہی کہتے ہیں کہ بے شک روڑے اٹکالو لیکن ایصالِ ثواب ہم کریں گے ضرور۔ ایسے ہی شادی بیاہ اور دیگر کاروبار سمجھ لیجئے۔ ثابت ہوا کہ تعیین محض مصلحت کے طور ہو تو اس سے حلال اور جائز فعل حرام یا ناجائز نہیں ہو جاتا۔

فیصلہ سیدنا مجددالف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: وایضا پرسیده بودند که ختم کلام اللّٰہ کردن ونماز نفل گزاردن وتسبیح وتہلیل کردن وثواب آں رابوالدین یا باستادیا باخوان دادن بہتر است یا باکسے ندادن بہتر ندانند که دادن بہتر ست۔ که هم نفع بغیر ست دهم نفع نجود ودر نادادن نفع مخصوص بخودست ونیز شاید بطفیل دیگران که هم نفع آں عمل راقبول فرما یندو السلام۔

(مکتوبات شریف حصه هفتم و دفتر دوئم ، مکتوب،صفحه۸۷تا۸۸)

یعنی سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ نے پوچھا تھا کہ قرآن مجید ختم کرنا اور نفل نماز پڑھنا اور تسبیح و تہلیل کرنا اور اس کا ثواب والدین کو یا اُستاد یا بھائیوں کو بخش دینا یہ بہتر ہے یا کسی کو نہ بخشنا بہتر ہے؟ جان لینا چاہیے کہ ثواب بخش دینا بہتر ہے۔ اس لئے کہ اس میں دوسروں کا بھی نفع ہے اور اپنا بھی فائدہ ہے اور نہ بخشنے میں صرف اپنا فائدہ ہے اور یہ بھی ہے کہ شاید دوسرے کے طفیل اس کا عمل بھی قبول ہو جائے۔ (و السلام)

آخری گزارش: امواتِ مسلمین کو ہدیہ اجر و ثواب باجماع اہل سنت وہ کارِ خیر مندوب ہے کہ خود شرعاً محبوب بلکہ مطلوب ہے۔ خود احادیث کریمہ میں اس پر ترغیب وارد کہ فرمایا حضور اکرم ﷺ نے کہ تم میں سے جو اپنے بھائی مسلمان کو نفع پہنچا سکتا ہے وہ پہنچائے۔ یہ حکم عام اور شامل ہے اور اس میں ہر مسلمان بھائی داخل خواہ وہ زندہ موجود ہو یا مردہ مرحوم۔ جیسا ایصالِ ثواب کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ اس سے اُسے فائدہ پہنچے گا اور وہ مرحوم اس ثواب کو پا کر خوش ہو گا تو اس کارِ خیر سے روکنے کے لئے بہانے تراشنا اور تعیین کو حیلہ بنا کر آڑے آنا کہ فلاں تاریخ و فلاں دن کی خصوصیت نے یا فلاں طریقے کی رعایت نے اسے بدعت بنا دیا۔ کسی سفیر و احمق جاہل کا کام ہو سکتا ہے یا پھر ان گمراہوں اور گمراہ گروہوں کا جو اپنے بطون میں جراثیم وہابیت لئے پھرتے ہیں اور مسلمان میں افتراق و انتشار پھیلا کر انہیں امورِ خیر سے عار دلا کر اہل سنت و جماعت کے اجماع کو پارہ پارہ کرتے ہیں۔ مسلمان بھائی تو اتنا یاد رکھیں کہ ایصالِ ثواب کے لئے مساکین کو کھانا کھلانا یا ان میں تقسیم کرنا اور نیک نیت سے خیرات کرنا جس میں نہ محتاج پر احسان رکھا جائے نہ اس کو تکلیف دی جائے اور نہ کھانے کی بے حرمتی ہونے پائے۔ یونہی پرندوں کے لئے پانی رکھنا، دانہ ڈالنا حتی کہ کتے کو روٹی ڈالنا، مسکین کو کپڑا دینا، میلاد شریف پڑھوانا ان کے علاوہ اور جو اجر و ثواب کی باتیں ہیں ان کا عمل میں ہونا اور ان کا ثواب میت کو پہنچانا بلاشبہ جائز اور کارِ ثواب ہے۔ یونہی قرآن مجید پڑھنے کے لئے مسجد میں رکھنا صدقۂ جاریہ ہے جب تک وہ رہیں گے اور پڑھے جائیں گے اس کے رکھنے والے اور میت کو ثواب پہنچے گا اور کیسا ثواب ہر حرف پر دس نیکیاں جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نہیں کہتا الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک الگ حرف ہے، لام الگ حرف ہے، میم الگ حرف ہے۔"

یونہی میت کی قبر پر پھول چڑھانا مفید ہے وہ جب تک تر ہے رب العزت کی تسبیح کرتا ہے اور اس سے میت کا دل بہلتا ہے اور ان جملہ امور مذکورہ بالا سب کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور وہ اس سے ایسا خوش ہوتا ہے جیسے دنیا میں دوستوں کے ہدیے تحفے سے۔ ملائکہ ان ثوابوں کو نور کے طبق میں رکھ کر میت کے پاس لے جاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ اے گہری گور والے! یہ ثواب تیرے فلاں عزیز یا دوست نے بھیجا ہے۔ (حاشیہ فیصلہ ہفت مسئلہ)

دوقدم آگے: دیوبندی وہابی موجی لوگ ہیں مسئلہ نہ مانیں تو نہ مانیں اگر ماننے پر آ جائیں تو پھر چھلانگ لگا دیتے ہیں۔اس کی تفصیل فقیر نے اپنی کتاب ''دیوبندی شتر مرغ'' میں لکھ دی ہے کچھ وہی بات یہاں ہے۔

دیوبندی کے امام اول مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں نبی پاک ﷺ پر بہتان تراشی کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں (معاذ اللہ) لیکن اس کے چیلے موج میں آ گئے تو ایک عام مسلمان مردے کے لئے لکھ دیا مثلاً خدام الدین ۱۶ مئی ۱۹۶۹ء میں ہے

میت کو ایصالِ ثواب کرنے والوں کا تعارف کرایا جاتاھے:

میت کو جب یہ ثواب پہنچتا ہے تو مرنے والا پوچھتا ہے کہ یہ انعام کہاں سے آیا ہے؟ یہ تحفہ کس نے بھیجا ہے؟ تو اگر بخشنے والے اور مرنے والے کی پہچان ہو تو وہ کہتے ہیں تمہارا مرید، تمہارا خلیفہ، تمہارا شاگرد، تمہارا بیٹا، بیوی، خاوند، سوہرا، داماد کوئی بھی جو رشتہ دار ہے اس نے یہ ثواب بھیجا ہے اور اگر جان پہچان نہ ہو مثلاً میں کہوں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یا اللہ اس کا ثواب میرے ابا سے ساتویں پشت تک دادا اور میری اماں سے ساتویں پشت تک نانی نانا جتنے فوت ہو چکے ہیں سب کو پہنچے تو اب وہ جتنے ہیں اماں کے علاوہ ننھیال اور ددھیال میں نے کسی کو نہیں دیکھا تو اب وہ کہیں گے کہ یہ کہاں سے آیا ہے؟ تو فرشتے پہچان کرائیں گے کہ یہ تیری نسل میں ایک ہے آدمی جس کا نام ہے مثلاً بشیر احمد اس نے یہ تحفہ آپ کی طرف بھیجا ہے تو زندہ انسان کے ذریعے جسے جو ثواب پہنچایا جاتا ہے مرنے والوں کو اس کا تعارف اور پہچان کرائی جاتی ہے۔وہ روحیں خوش ہوتی ہیں اس لئے ثواب پہنچانا اچھی چیز ہے اور ضرور پہنچانا چاہیے۔

تبصرۂ اُویسی غفرلہٗ: مسلمانو! خدارا سوچو کہ ایک طرف تو یہ عقیدہ حضور اکرم ﷺ مٹی میں مل گئے (معاذ اللہ) اور انہیں کیا خبر دنیا میں کیا ہو رہا ہے لیکن دوسری طرف ایک عام مسلمان کے لئے مثالیں دے کر یوں باور کرایا کہ گویا مردہ گھر سے اُٹھ کر باہر ڈیرے میں ڈیرہ ڈالے بیٹھا ہے اور گھر پر کھانا پک کر گیا ہے۔پوچھنے پر معلوم ہوا کہ کھانا گھر سے آیا ہے وغیرہ وغیرہ۔اب اگر یوں کہہ دیا جائے کہ گیارھویں شریف کے ایصالِ ثواب پر بھی یہی ہوتا ہے کہ ہم غریبوں کا تحفہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش ہوتا ہے تو باتقریر مذکور اس کے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش ہو کر دعا فرماتے ہیں تو اسی قاعدہ پر دیوبندی ہمارے ساتھ مل کر گیارھویں کریں کیونکہ ان کے اکابر کے غوث اعظم پیرانِ پیر ہیں۔اگر گیارھویں خود نہیں کر سکتے تو پھر ان کو حرام کہنا یا سے بند کرانے کی گندی عادت چھوڑ دیں۔

خلاصۂ کلام: یہ ایصالِ ثواب ہر دن ممکن ہے اور اسی خصوصیت کے سبب یا کسی مصلحت کے پیش نظر ایک تاریخ کا

التزام جبکہ اُسے شرعاً واجب نہ جانے کچھ مضائقہ نہیں رکھتا۔ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم ہر پیر کو نفلی روزہ رکھتے کیا اتوار یا منگل کو رکھتے تو نہ ہوتا یا اس سے یہ سمجھا گیا کہ معاذ اللہ حضور نے پیر کا روزہ واجب سمجھا۔ یہی حال فاتحہ، سوم و دہم و بستم و چہلم کا ہے کہ کسی نہ کسی مصلحت کے مدنظر ان کی تعیین کر لی گئی ہے۔ یہ تحقیقات نہ شرعی تحقیقات ہیں نہ ان کو شرعی سمجھا جاتا ہے۔ جاہل سے جاہل بھی کوئی مسلمان ایسا نہ ملے گا جس کا یہ عقیدہ ہو کہ اسی دن یا تاریخ کو ثواب پہنچے گا اگر کسی اور دن تاریخ میں کیا جائے تو نہ پہنچے گا۔

مقرر کرنا: یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے جو اپنی سہولت و آسانی کے لئے مسلمانوں میں معمول و مروج ہے۔ جبکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن کریم کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے اور بہت دنوں تک جاری رہتا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ مخصوص ایام کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ اسے ناجائز جانتے ہیں تو یہ مسلمانوں پر ناحق بدگمانی اور صریح افتراء ہے۔ ورنہ یوں تو ہر مسلمان ایسی خرافات کرنے والوں کو لاجواب و خاموش و مبہوت کر دینے کی نیت سے کہہ سکتا ہے کہ روٹی کھاتے وقت روٹی کو سامنے لانے کی بھی ضرورت نہیں پیٹھ کے پیچھے رکھ کر بھی کھا سکتے ہیں اور سر پر رکھ کر توڑ سکتے ہیں۔ مگر اے مخالفو! منکرو! یہ جو تم نے التزام کر رکھا ہے کہ روٹی سامنے ہی رکھ کر کھاتے ہو تو کیا یہ شرعاً فرض واجب ہے۔ اگر ہے تو دلیل وسند لاؤ اور نہیں تو اپنی ضد سے باز آؤ مگر ہے یہ کہ وہابیہ کے نزدیک جو واجب نہ ہو اس کے التزام سے شیطان کا حصہ آ جاتا ہے تو ثابت ہوا کہ وہابیہ شیطان کا حصہ کھاتے ہیں۔

غرض تاریخ و یوم کی تخصیص و تعیین عرفی ہے جس سے ثواب میں خلل نہیں آتا۔ یہ تخصیصات خالق کائنات نے مباح کی ہیں تو جب تک یہ لازم شرعی نہ سمجھی جائیں مباح و مندوب ہی رہیں گی اسی کی طرف اشارہ ہے اس حدیث شریف میں کہ صِيَامَ يَوْمِ السَّبْتِ لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ [1] ﴿یعنی ہفتہ کا روزہ مباح ہے نہ واجب۔﴾ کہ آدمی کو اس کے ترک کرنے پر گناہ لازم آئے اور نہ اس پر ممانعت وارد کہ حکم عدولی قرار پائے اور موجب عتاب ہو۔ منکرین یہ نہیں جانتے اور جانتے ہیں تو مانتے نہیں کہ آج کل جس طرح مدارس، خانقاہیں اور مسافر خانے بنائے جاتے ہیں اور سب مسلمان اُن کو فعل ثواب سمجھتے ہیں تو کیا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ فاتحہ جس طرح اب دی جاتی ہے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سے منع فرمایا اور جب ممانعت کا ثبوت نہیں دے سکتا اور بے شک ہرگز نہیں دے سکتا تو دل سے حکم شرعی گھڑ کر شریعت پر افتراء کیوں کرتا ہے۔

[1] (مسند احمد، كتاب باقي مسند الأنصار، باب حديث الصماء بنت بسر رضى الله عنها، الجزء ٥٥، الصفحة ٢٧، الحديث ٢٥٨٢٩) (مجمع الزوائد، الباب الجزء ٣، الجزء ٣، الصفحة ١٩٨)

ایصالِ ثواب کی تاریخ مقرر نہ کرنے کی حکمت: ہم بار بار کہتے چلے آرہے ہیں کہ تعیین ہمارے نزدیک مصلحتاً ہے واجب اور ضروری نہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین نہ ہونے میں ہزاروں حکمتیں ہیں۔ان میں ایک فرقہ دیوبند کے خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے سنئے

ایصالِ ثواب ہر وقت اور ہر جگہ کیا جاسکتاھے: اللہ تعالیٰ نے اپنی کھلی رحمت کی وجہ سے کوئی تاریخ مقرر نہیں کی ۔اس لئے کہ مرنے والے پچھلوں کی امداد کے لئے بیقرار ہوتے ہیں ۔اب اگر خدا کوئی تاریخ مقرر کرتا تو اتنی تاریخ تک تو وہ ثواب کا ذخیرہ جمع رہتا اور جب وہ تاریخ آتی پھر وہ تقسیم ہوتا۔اگر کوئی دن خدا مقرر کردیتا تو کچھ دن پہلے وہ انتظار میں گزرتے پھر اُن کے پاس پہنچتا تو اللہ تعالیٰ کی کھلی رحمت نے مرنے والوں کی احتیاج کو نظر میں رکھ کر نہ وقت کی کوئی قید رکھی کہ فلاں وقت میں ثواب پہنچتا ہے اور نہ کوئی دن کی تعین کی کہ فلاں دن میں ثواب پہنچتا ہے اور نہ کوئی تاریخ مقرر کی فلاں تاریخ کو ثواب پہنچتا ہے نہ کوئی مہینہ مقرر کیا ہے کہ فلاں مہینے پہنچایا جاتا ہے نہ کوئی جگہ مقرر کی کہ فلاں جگہ پر پہنچنے سے ثواب ملتا ہے جب تک اس جگہ پر نہ پہنچیں ثواب نہیں پہنچتا اور نہ یہ کبھی اتنے افراد اکٹھے ہوں اور فلاں فلاں اکٹھے ہوں تب ثواب پہنچتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے چوبیس گھنٹے ہر پل اور ہر ذریعے سے راستے کھول رکھے ہیں ۔نہ کسی کو بلانے کی ضرورت ہے نہ کسی کا انتظار ہے نہ کسی وقت کا انتظار ہے نہ کسی مہینے کا انتظار ہے نہ کوئی خاص مشکل صورت ہے بس کہہ دو کہ یہ پڑھا ہے اس کا ثواب فلاں کو پہنچے یا دعا مانگو کہ یا اللہ فلاں کی مغفرت کردے یا کوئی چیز فی سبیل اللہ دی ہے اس کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ (خدام الدین، ۱۶ مئی ۱۹۶۹ء)

سنی بریلوی اور وھابی دیوبندی جھگڑا ختم: الحمد للہ یہی ہم کہتے ہیں صرف فرق یہی ہے کہ عوام کی سہولت کے لئے چند اُمور مصلحتاً عمل میں لائے ہیں جیسے تعلیم اسلامی کے پھیلانے کے لئے مدارس قائم کرکے ہزاروں بدعات جاری کی جاتی ہیں جو عملاً نہایت ضروری ہوتی ہیں لیکن وہ شرعی ضروری نہیں بلکہ مصلحتی ہیں ایسے ہیں ایصالِ ثواب کی ضروریات ولوازمات اور اسماء کی جدت وغیرہ وغیرہ۔

خاتمہ بالخیر: تجربہ شاہد ہے کہ جس نے کسی کام کو نہیں کرنا ہے لیکن اس کا صریح انکار بھی نہیں کرسکتا تو پھر وہ بہانے بناتا ہے اور معقول اور نامعقول قسم کے عذر تراشتا ہے۔کچھ یہی حال دیوبندیوں، وہابیوں کا ہے کہ ایصالِ ثواب (مردوں کو اجر وثواب پہنچانا) سنت ہے لیکن اس سنت کی ادائیگی کے مختلف طریقے ہیں۔اب یہ لوگ کھلم کھلا ایصال ثواب کا تو انکار نہیں کرسکتے لیکن ان کے طریقوں کے انکار میں ہزاروں حیلے بہانے بنائے جن کے متعلق فقیر اس رسالہ کے علاوہ دوسری تصانیف میں بہت کچھ لکھ چکا ہے اور ہمارے اکابر بھی ان کے منہ کر گئے لیکن کیا کیا جائے یہ بیچارے عادت سے مجبور ہیں۔کوئی نہ کوئی بہانہ بنا ہی لیتے ہیں اب دو نئے بہانے تراشے ہیں ان کے جوابات بھی ضروری ہیں۔

سوال: یہ کہاں کا اُصول ہے کہ پڑھے کوئی اور بخشے کوئی مثلاً ختم پڑھنے والا ختم کرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں ہم نے فلاں فلاں ثواب تمہارے ملک کیا؟

جواب: یہ سوال جاہل دیوبندی تو کرسکتا ہے ورنہ ان کے اہل علم جانتے ہیں کہ شریعت میں تملیک ثواب جائز ہے یہ بھی اسی قبیل سے ہے۔

جاھلانہ سوال: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تم لوگ (اہل سنت) زندہ مانتے ہو اور ختم شریف مردوں (اموات) کے لئے ہوتا ہے یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ مانو (معاذ اللہ) یا ان کے لئے میلاد شریف وغیرہ میں ختم نہ پڑھا کرو؟

عالمانہ جواب: یہ سوال عوام اور جہلاء پر معمولی طور پر مؤثر ہوجاتا ہے لیکن اہل علم کے نزدیک یہ سراسر جہالت کا مجموعہ ہے اس لئے کہ ختم شریف سے مقصد ایصال ثواب ہے جیسے تفصیل گزری اور ایصال ثواب اور ایسے ہی ثواب کی تملیک زندوں کے لئے بھی ہوتی ہے جیسے ''حج بدل'' زندہ انسان زندہ آدمی کے لئے پڑھتا ہے اور ایسے ہی نفلی عبادات پڑھ کر نیت کرے کہ اس کا ثواب فلاں زندہ کے اعمال نامہ میں لکھا جائے جیسے ہم حجاج کو طواف وعمرہ ودیگر نوافل وغیرہ کے لئے وصیت کرکے روانہ کرتے ہیں۔ اس قسم کی ہزاروں مثالیں شریعت مطہرہ میں موجود ہیں اور ہم اہل سنت تو اپنی ہر نیکی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

خلاصہ جواب: اَہلِ علم کو معلوم ہے کہ اپنا ثواب جسے مردے کو بخشا جاسکتا ہے ایسے ہی زندہ کو مثلاً ''حج بدل'' جو پڑھنے جائے گا اس کا ثواب بھیجنے والے کو ملے گا جانے والا ان اعمال کا نائب محض ہے۔ ایسے ہی جملہ عبادات فرائض و واجبات کے علاوہ سب دوسرے انسان کو بخش سکتا ہے بلکہ بعض فرائض بھی دوسرے کی طرف سے ادا ہوجاتے ہیں اس کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔

هذا آخر نارقمه

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

۴ ج ۱، ۱۴۱۱ھ

☆......☆......☆